اسلامی بینکاری۔اصلاً سودی بینکاری ہے

ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی

[ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی مالیات اور بینکاری کے حوالے سے دنیا بھر میں جانے پہچانے جاتے ہیں اسلامی بینک کاری کے تمام قومی و عالمی منصوبوں پر ان کی گہری نظر ہے سودی بینک کاری کا نام بدل کر اسلامی بینکاری کے تجربے میں در پیش خطرناک مسائل کی نشان دہی ڈاکٹر صدیقی نے ۴/اکتوبر کو ایک مضمون میں کی لیکن جسٹس تقی عثمانی صاحب اس مضمون کا جواب نہیں دے سکے جسٹس تقی عثمانی صاحب کے سابق مشیر ڈاکٹر حسن الزماں جو اسلامی بینکاری کے تجربے سے تائب ہو چکے ہیں ان کے خیال میں ''سود کا بھوت اسلامی بینکوں کا بدستور پیچھا کر رہا ہے، ڈاکٹر حسن الزماں صاحب کراچی کے مقتدر علماء کو اس راستے پر لگا کر اب تائب ہو گئے ہیں لیکن ان کے شاگرد جوان سے بینکاری سیکھ کر عالمی ماہرین میں شامل ہو چکے ہیں استاد کے رجوع کو قابلِ تقلید نہیں سمجھتے۔ڈاکٹر حسن الزماں کے تیار کردہ اسلامی بینکاری کے ماہرین ایک ایک بینک سے پچاس ہزار پونڈ سالانہ معاوضہ وصول کر رہے ہیں۔ڈاکٹر صدیقی کے مضمون پر ابھی تک اسلامی بینکاری کے ماہرین دم بخود ہیں۔اسلامی بینک کاری کے وکلاء کی جانب سے خاموشی بلاوجہ نہیں۔ یہ بات نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ ''البلاغ'' میں آج تک ان اعتراضات کو شائع نہیں کیا گیا جو اسلامی بینکاری اور تصویر کے مسئلے پر علماء کی جانب سے اور ماہرین معیشت کی جانب سے وقتاً فوقتاً اٹھائے گئے ہیں۔جسٹس تقی عثمانی نے مصر ہندوستان اور پاکستان کے اکابر علماء اور ماہرین معیشت کی جانب سے اٹھائے گئے سوالات کو دانستہ نظر انداز کیا ہے اور ان سے مکالمے کے لیے آمادہ نہیں حالانکہ اصولی طور پر یہ ضروری تھا۔اسلامی بینکاری پر اٹھنے والے ہر سوال، ہر شک اور ہر اعتراض کا تفصیل سے جواب دیا جانا چاہیے۔اس کے لیے البلاغ کے صفحات مخصوص کیے جائیں، اس معاملے میں غص بصر کا معاملہ دین کی بنیادیں متزلزل کر دے گا]۔

دنیا بھر میں اسلامی بینکاری کے جھنڈے تلے کام کرنے والے بینک گزشتہ تقریباً ۳۰ برسوں میں بھی سودی نظام کے پیدا کردہ ظلم و ناانصافی کو ختم یا کم کرنے میں قطعی ناکام رہے ہیں حالانکہ قرآن کریم نے سود کو حرام قرار ہی اس لیے دیا تھا کہ یہ ظلم و ناانصافی کا سبب بنتا ہے۔[2:279] مسلمان ممالک نے اسلامی بینکاری کے نفاذ اور اس کے فروغ کے ضمن

میں جو پالیسیاں وضع کی ہوئی ہیں اوران ممالک میں کام کرنے والے اسلامی بینکوں نے اسلامی بینکاری کے فلسفہ اوراس کی روح کو بڑی حدتک نظرانداز کرنے خصوصاً سرمائے کی فراہمی (سودی بینکوں کے قرضوں کانعم البدل) کے لیے سودی نظام سے بظاہر ملتے جلتے طریقہ کار اپنانے اوران کودوام بخشنے کی جوروش اختیار کی ہوئی ہے اسے دیکھ کراس خدشے کوتقویت ملتی ہے کہ دنیا بھر بشمول پاکستان میں قائم اسلامی بینک اگلی چند دہائیوں میں بھی سماجی انصاف فراہم کرنے اورظلم وناانصافی کا خاتمہ کرنے کے مقاصد کے حصول میں نہ صرف معاونت نہیں کرسکیں گے بلکہ خود بھی استحصال کرنے کے الزامات کی زد میں رہیں گے۔

بلاسودی بینک: سودی بینکوں کے نقش قدم پر:

اس تکلیف دہ صورتحال کی ایک انتہائی اہم وجہ یہ ہے کہ ان مسلمان ملکوں میں بھی اسلامی بینک اس بات پر مجبور ہوتے ہیں کہ وہ سودی نظام کے تحت چلنے والے بینکوں کے نقش پا (بنچ مارک) پرچلیں۔ان تمام مسلمان ملکوں نے جنھوں نے اسلامی بینکوں کے قیام کی اجازت دی بنیادی غلطی یہ کہ سودی بنیاد پر کام کرنے والے بینکوں کو کھلی چھٹی دی کہ وہ غیر معینہ مدت تک سود پر مبنی بینکاری کرتے رہیں اوراس ناقص حکمت عملی کے تباہ کن اثرات کا ادراک ہی نہیں کیا یاان کونظرانداز کیا۔

کیا اسلامی بینک غیرسودی بینک ہیں؟

اسٹیٹ بینک کا کہنا ہے کہ پاکستان میں عوام کے پاس اختیار ہے کہ وہ ان میں سے کسی بھی نظام کے تحت کام کرنے والے بینک کے ساتھ کاروبار کریں۔ہمیں قرآن کا یہ ارشاد ذہن میں رکھنا چاہیے ''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ اورشیطان کے پیچھے نہ چلو''۔(۲:۲۰۸) اسلامی ملکوں میں ان دنوں قسم کے بینکوں کومتوازی چلانے اورعملی طور سے سودی نظام کو دوام بخشنے کے منفی اثرات ۱۹۸۰اور۱۹۹۰ کی دہائی میں واضح طور سے سامنے آچکے تھے چناں چہ اب سے کچھ برس قبل کیا گیا حکومت اوراسٹیٹ بینک کا یہ فیصلہ ناقابل فہم ہے کہ پاکستان میں سودی بینک اوراسلامی بینک ساتھ ساتھ کام کریں گے۔

اسلامی بینک نفع میں کمی سودی طریقے پر کرتے ہیں:

اس حقیقت کا ادراک ضروری ہے کہ مسلمان ممالک میں بھی سودی بنیاد پر کام کرنے والے بینک عملاً مارکیٹ کو کنٹرول کرتے ہیں کیوں کہ مسلمان ملکوں میں بینکوں کے مجموعی اثاثوں میں اسلامی بینکوں کا حصہ بہت ہی کم ہے مثلاً ملائشیا میں اسلامی بینکوں کے مجموعی اثاثوں کا حجم ملک کے شعبہ بینکنگ کے مجموعی اثاثوں کا تقریباً ۱۰فیصد ہے جبکہ سودی بنیاد پر کام کرنے والے بینکوں کے اثاثوں کا مجموعی حجم تقریباً ۹۰ فیصد ہے۔پاکستان میں اسلامی بینکوں کے مجموعی اثاثوں کا حجم ملک کے شعبہ بینکنگ کے مجموعی اثاثوں کا صرف دوفیصد ہے چناں چہ جب سودی بینک شرح سود میں کمی کرتے ہیں تو اسلامی بینک بھی ان کی تقلید کرتے ہوئے شرح منافع میں کمی کردیتے ہیں اور جب سودی نظام کے تحت کام کرنے والے بینک شرح سود میں اضافہ کرتے ہیں تو اسلامی بینک بھی شرح منافع بڑھادیتے ہیں۔

اسلامی بینک وسودی بینک کی یکساں شرح منافع:

وطن عزیز میں سودی بنیاد پر پر کام کرنے والے بینکوں نے جنوری سے جون ۲۰۰۵ء کی ششماہی میں اپنے کروڑوں بچت کھاتے داروں کوایک سے تین فیصد سالانہ کی شرح سے منافع دیا جبکہ اسلامی بینکوں نے بھی اسی مدت میں

بچت کھاتے داروں کو تین فیصد سالانہ سے کم منافع دیا۔اس مدت میں ملک میں افراط زر کی شرح تقریباً ۹ فیصد تھی چناں چہ سودی اور اسلامی بینکوں نے ۶ سے ۸ فیصد حقیقی منفی شرح سے منافع دیا۔

اسلامی بینک دگنی منفی شرح سے منافع دے رہے ہیں:

یہ بات دلچسپی سے پڑھی جائے گی کہ نومبر ۱۹۹۳ء میں اسٹیٹ بینک کے اس وقت کے گورنر نے کہا تھا کہ (سودی) بینک افراط زر کی شرح سے کم منافع دے کر کھاتے داروں کا استحصال کر رہے ہیں جبکہ بڑی بڑی رقوم کے قرضے لینے والوں کو (افراط زر کی شرح سے کم شرح پر قرضے دے کر) زراعانت دی جا رہی ہے۔انھوں نے مزید کہا تھا کہ اسٹیٹ بینک کو چھوٹی چھوٹی بچتیں کرنے والوں کے سرمائے کو امیروں کی طرف بہاؤ کے عمل کو خاموش تماشائی بن کر نہیں دیکھنا چاہیے اور یہ کہ بینکوں کے کھاتے داروں کو افراط زر کی شرح سے کم از کم ایک فیصد زیادہ منافع ملنا چاہیے۔ یہ بات نوٹ کرنا اہم ہے کہ جس حقیقی منفی شرح سود سے منافع دینے کی وجہ سے اسٹیٹ بینک کے گورنر نے ۱۹۹۳ء میں سودی بینکوں کو استحصالی کہا تھا اب اس سے دگنی حقیقی (منفی) شرح سے اسلامی بینکوں کی جانب سے کھاتے داروں کو منافع دینے کے عمل پر اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے اور ملک میں ''اسلامی بینکاری'' کے فروغ کو بڑی کامیابی قرار دیا جا رہا ہے۔

اسلامی بینک نقصان کی ذمہ داری قبول نہیں کرتے
اسلامی بینک طے شدہ منافع قرضوں پر وصول کرتے ہیں:

اس بات کا ادراک ضروری ہے کہ اسلام سود سے پاک بینکاری کا جو نظام تجویز کرتا ہے وہ نفع و نقصان میں شرکت کی بنیاد پر ہی قائم ہو سکتا ہے لیکن بعض عملی رکاوٹوں کے سبب صرف ناگزیر صورتوں میں اور وہ بھی صرف عبوری مدت کے لیے سرمائے کی فراہمی کے کچھ متبادل راستے علماء حضرات کی طرف سے تجویز کیے گئے تھے مثلاً مرابحہ اور بیع موجل وغیرہ لیکن دو دہائیوں سے زیادہ عرصہ گزرنے کے بعد یہ عبوری مدت بھی گزر چکی ہے۔ سرمائے کی فراہمی کے ان طریقوں میں بینک سرمایہ لینے والی پارٹی کے نقصان میں شرکت کی ذمہ داری نہ صرف قبول نہیں کرتا بلکہ اسلامی بینک پہلے سے طے شدہ منافع سرمایہ لینے والی پارٹی سے وصول کرنے کا ہر حال میں حقدار ہوتا ہے۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ عملی طور سے منافع کا یہ حجم سودی بینکوں کی جانب سے قرضوں پر لی جانے والی شرح سود سے ہی مطابقت رکھتا ہے۔[اس طرح عملاً اسلامی بینک اور سودی بینک کے طریقہ کار میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا] اس حقیقت کا ادراک از حد ضروری ہے کہ اگر ملک میں اسلامی نظام اور سود نظام ساتھ ساتھ چلتے رہے تو موجودہ حالات میں اسلامی بینک اگر چاہیں بھی تو وہ اپنے کھاتے داروں کے ساتھ کرنے والی ناانصافی کو ختم نہیں کر سکتے کیوں کہ اس کے لیے انھیں سرمائے کی فراہمی پر لی جانے والی شرح منافع بڑھانا پڑے گی جس کے لیے ظاہر ہے کہ پارٹیاں رضامند نہیں ہوں گی کیوں کہ کم شرح مارک اپ پر ان سودی بینکوں سے قرضہ بہر حال دستیاب ہے جو اپنے کھاتے داروں کو ان کی رقوم پر انتہائی کم شرح سے منافع دے کر ان کا استحصال کر رہے ہیں۔

سود کا بھوت اسلامی بینکوں کا پیچھا کر رہا ہے
اسلامی بینکاری میں غیر مسلموں کا عمل دخل بہت بڑھ گیا ہے:

اس پس منظر میں کچھ ماہرین کی یہ سوچ صحیح نہیں ہے کہ موجودہ نظام کے تحت نفع و نقصان میں شرکت کی

بنیاد پر سرمائے کی فراہمی سے بینکوں کے کھاتے داروں کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کا خاتمہ کرنا ممکن ہوگا کیوں کہ شرعی اصولوں کے مطابق شراکت کے معاہدہ میں نفع کی تقسیم کا تناسب دونوں پارٹیوں کے درمیان باہمی رضامندی سے متعین ہوتا ہے چناں چہ شراکت کی بنیاد پر بینکوں سے سرمایہ لینے والی پارٹی اس بات کو یقینی بنائے گی کہ بینکوں کو اپنے منافع سے وہ صرف اتنا حصہ دے جو سودی بینکوں کی جانب سے قرضوں پر لیے جانے والے مارک اپ کے حجم سے مطابقت رکھتا ہو۔ البتہ جب اسلامی بینکوں کے اثاثوں کا حجم سودی بینکوں کے برابر ہو جائے گا یا بڑھ جائے گا تو پھر یہ اسلامی بینک مارکیٹ کے لیڈر بن جائیں گے اور ایک عادلانہ شرح منافع متعین کرسکیں گے۔ اس بات کا ادراک بہر حال ضروری ہے کہ اسلامی نظام بینکاری کو مکمل طور پر اور کامیابی سے چلانے کے لیے معاشرے کی اصلاح، معیشت کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا اور متعلقہ قوانین کو شریعت کے تابع بنانا بنیادی شرائط ہیں۔ لیکن ان امور کی طرف توجہ نہیں دی جارہی۔ اسلامی بینکاری کو درپیش چیلنجوں سے نمٹنا، اس کی ساکھ بہتر بنانا، اس کو الزامات کی زد سے محفوظ رکھنا اور تمام معاملات کو شفاف رکھنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اسلامی بینکاری میں غیر مسلموں کا عمل دخل بہت زیادہ بڑھ رہا ہے اور اسلامی بینکاری کے نام پر حاصل شدہ رقوم کو یورپ اور امریکا میں استعمال کیا جارہا ہے۔ گزشتہ ماہ کراچی میں منعقدہ ایک سیمینار میں کہا گیا کہ پاکستان میں سودی نظام بینکاری پر اسلامی بینکاری کا لیبل چسپاں کردیا گیا ہے۔ اسلامک ڈیولپمنٹ بینک جدہ کے انعام یافتہ مسلم ماہر معیشت ڈاکٹر حسن الزماں کا یہ بیان پہلے ہی ریکارڈ پر موجود ہے کہ سود کا بھوت اسلامی بینکوں کا بدستور پیچھا کر رہا ہے۔

اسلامی بینکوں کے کھاتے داروں کا استحصال:

مندرجہ بالا گزارشات کی روشنی میں ہم فقہا و علماء حضرات سے دردمندانہ درخواست کریں گے کہ وہ اسلامی بینکوں کی جانب سے کھاتے داروں کے استحصال کو ختم کرانے کے ضمن میں اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا کریں۔ اس کے لیے انھیں اول اسٹیٹ بینک کو بھی علانیہ بتلانا ہوگا کہ وہ سودی بینکوں اور اسلامی بینکوں کو غیر معینہ مدت تک ساتھ ساتھ چلنے دینے کی پالیسی کو مسترد کرتے ہیں۔

مرابحہ شرعی مقاصد کی تکمیل میں رکاوٹ ہے:

یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ حکومت نے خود جون ۲۰۰۱ء میں سپریم کورٹ کے ۲۳/دسمبر ۱۹۹۹ء کے فیصلے پر عملدرآمد کے لیے عدالت عظمٰی سے پانچ برس کی مہلت مانگی تھی۔ دوم اسلامی بینکوں پر واضح کریں کہ وہ آئندہ ان کو اسلامی بینک صرف اس وقت تسلیم کریں گے جب وہ مرابحہ اور اسی طرح کے بعض دوسرے طریقوں کا استعمال کم سے کم کریں کیو ں کہ یہ شرعی مقاصد کی تکمیل میں معاونت نہیں کرتے اور اسلامی بینکوں کو پابند کریں کہ ہر سہ ماہی میں پارٹیوں کو جتنا بھی سرمایہ فراہم کیا جائے اس میں نفع و نقصان میں شرکت کی بنیاد پر سرمائے کی فراہمی کا حصہ کم از کم ۵۰ فیصد ہو اور سوم یہ کہ بینکوں سے تحریری ضمانت لی جائے کہ ۳۱/دسمبر ۲۰۰۶ء تک ان کے بینک کی مجموعی فنانسنگ کا ۵۰ فیصد نفع و نقصان میں شرکت کی بنیاد پر ہوگا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر شریعہ اسکالرز اسلامی بینکوں کے پیچھے اپنا وزن ڈالنے سے پہلے ان تجاویز کی پابندی کرائیں تو اسلامی بینکاری کے ثمرات نظر آنا شروع ہوجائیں گے۔

ساحل جنوری ۲۰۰۷ء